وَاعِظُ الجُمُعَة

تقسیمِ وراثت کی اہمیت

مدیر

ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

معاونین

مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی

مفتی عبد الرزاق ہنگورو قادری

واعظ الجمعہ

تقسیمِ وراثت کی اَہمیت

مدیر

ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

معاونین

مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی

مفتی عبد الرزاق ہنگورو قادری

https: //www.facebook. com/darahlesunnat

تقسیمِ وراثت کی اَہمیت

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خاتم الأنبياءِ وَالمرسَلين، وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أجمعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإِحْسَانٍ إِلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَّعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

اسلام کا نظامِ وراثت

برادرانِ اسلام! دینِ اسلام کی آمد سے قبل زمانۂ جاہلیت میں، وراثت کی تقسیم میں عجیب وغریب قسم کی اِفراط وتفریط پائی جاتی تھی، میدانِ جنگ میں شجاعت وبہادری دکھانے، اور اپنے دشمنوں کو شکست سے دوچار کرنے والے کو، وراثت کا سب سے زیادہ حقدار خیال کیا جاتا تھا، بیٹوں کو حصّہ دینے میں بھی انصاف وبرابری کا فُقدان تھا، کسی بیٹے کو تھوڑا اور کسی کو زیادہ حصّہ دیا جاتا، بعض اقوام میں عورتوں اور نابالغ بچوں کو وراثت میں سے حصّہ دینے کا کوئی تصوّر ہی نہیں تھا، یہود کے نزدیک ساری جائیداد کا حقدار سب سے بڑا بیٹا قرار پاتا، اور باقی وُرثاء کو محروم رکھا جاتا تھا، ظلم

وستم، قتل وغارتگری اور حق تلَفی سے آلودہ فضامیں، اسلامی تعلیمات کے پھول کھلنے شروع ہوئے، توساری کی ساری فضا معطّر وخوشبودار ہوکر رہ گئی۔

دینِ اسلام نے وراثت کی تقسیم کے حوالہ سے ایک متوازِن اور مُنصِفانہ نظام عطا فرمایا ہے، ماں باپ، بیٹا بیٹی، اور بیوی وغیرہ میں سے ہر ایک کو وراثت کا، نہ صرف شرعی حقدار قرار دیا، بلکہ ان کے حصّوں کا بھی تعیّن فرمایا؛ تاکہ کسی کے ساتھ بھی کسی قسم کی کوئی زیادتی یا حق تلَفی نہ ہو۔

عزیزانِ گرامی قدر! دینِ اسلام وہ واحد مذہب ہے، جس نے سب سے پہلے عورتوں کے اس حق کے بارے میں بھی آواز بلند کی، اور انہیں وراثت کا حقدار ٹھہرایا، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ۠ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ؕ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا﴾[1] "مَردوں کے لیے جو ماں باپ اور قرابت والے چھوڑ گئے اُس میں سے حصّہ ہے، اور عورتوں کے لیے جو ماں باپ اور قرابت والے چھوڑ گئے اس میں سے حصّہ ہے، تھوڑا ہو یا بہت، اللہ کی طرف سے مقرر کردہ حصّہ ہے"۔

---

(۱) پ ٤، النساء: ٧.

صدر الافاضل مفتی سیّد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "زمانۂ جاہلیت میں عورتوں اور بچوں کو ورثہ (وراثت میں سے حصہ) نہ دیتے تھے، اس آیت میں اس رسم کو باطل کیا گیا"[1]۔

حقوقِ نسواں کا تحفظ اور احساسِ محرومی کا خاتمہ

رفیقانِ ملّت اسلامیہ! اِسلام نے عورتوں کے حقوق کا تحفظ کیا، اور ان کے احساسِ محرومی اور حق تلفی کا خاتمہ کرتے ہوئے، بیٹیوں کو بھی وراثت کا حقدار بنایا، اور ہر بیٹے کے حصّہ کا تعیّن بیٹی کو ملنے والے حصّے کے ذریعے فرمایا، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿يُوۡصِيۡكُمُ اللّٰهُ فِىۡۤ اَوۡلَادِكُمۡ‌ ۖ لِلذَّكَرِ مِثۡلُ حَظِّ الۡاُنۡثَيَيۡنِ﴾[2] "اللہ تمہاری اولاد کے بارے میں تمہیں حکم دیتا ہے، بیٹے کا حصّہ دو ۲ بیٹیوں کے برابر ہے"، یعنی بیٹی کا حصّہ بیٹے کی بہ نسبت آدھا ہے۔

آج عورت کو مرد کے مقابلے میں نصف حصّہ ملنے پر بعض لوگ دینِ اِسلام کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں، اس میں کیا حکمت پوشیدہ ہے، یہ تو اللہ تعالی ہی بہتر جانتا ہے، لیکن بظاہر یہ حکمت سمجھ میں آتی ہے، کہ عورتوں کی بہ نسبت مَردوں پر چونکہ مالی بوجھ زیادہ ہوتا ہے، پورے گھر کی کفالت کے وہی ذمہ دار ہوتے ہیں، ان کی تعلیم وتربیت، پروَرِش، شادی بیاہ، اور علاج مُعالجہ کا اہتمام بھی عام طور پر مَرد ہی کرتے ہیں، لہذا

---

(۱) "تفسیر خزائن العرفان" صـ۱۵۴۔

(۲) پ ٤، النساء: ۱۱.

خالقِ کائنات عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے اُن کا حصّہ زیادہ مقرّر فرمایا گیا، عورتوں پر چونکہ ایسی کوئی خاص ذمّہ داری نہیں ہے، اس لیے مَردوں کے مقابلے میں اُن کا نصف حصّہ مقرر فرمایا گیا، غالبًا اسی حکمت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ ربّ العالمین نے اِرشاد فرمایا: ﴿لَا تَدْرُوْنَ اَیُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًاؕ فَرِیْضَةً مِّنَ اللّٰهِؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا حَكِیْمًا﴾[1] "تم کیا جانو کہ ان میں سے کون تمہارے زیادہ کام آئے گا! یہ حصہ اللہ کی طرف سے باندھا (یعنی مقرّر کیا) ہوا ہے، یقیناً اللہ علم والا حکمت والا ہے"۔

میرے محترم بھائیو! اللہ تعالی عالِم الغیب والشہادہ ہے، وہ بہتر جانتا ہے کہ ہمارے حق میں کیا نفع بخش ہے، اور کل مشکل وقت میں کون ہمارے کتنا کام آئے گا، اس بات کے پیشِ نظر اللہ تعالی نے وراثت کے حصّوں کی تعیین کا مُعاملہ ہم پر نہیں چھوڑا، اور سب کے حصّے خود ہی مقرّر فرما دیے۔

علمِ میراث سیکھنے کی تاکید

حضراتِ ذِی وقار! وراثت کی مُنصِفانہ تقسیم کے لیے ضروری ہے، کہ ہمیں "علمِ میراث" سے آگاہی ہو، یہ علم شرعًا مطلوب ہے، احادیثِ مبارکہ میں اس علم کو حاصل کرنے کی بڑی تاکید فرمائی گئی ہے، اسے نصفِ علم قرار دیا گیا ہے، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، مصطفی جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

---

(۱) پ٤، النساء: ۱۱.

«يَاأَبَا هُرَيْرَةَ! تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَعَلِّمُوهَا؛ فَإِنَّهُ نِصْفُ الْعِلْمِ وَهُوَ يُنْسَى، وَهُوَ أَوَّلُ شَيْءٍ يُنْزَعُ مِنْ أُمَّتِي»[1] "اے ابو ہریرہ فرائض (یعنی میراث کے مسائل) سیکھو اور سکھاؤ! یقیناً یہ نصفِ علم ہے، اور وہ (یعنی میراث کا علم) سب سے پہلے بھلایا جائے گا، اور سب سے پہلے میری اُمّت سے جو چیز اُٹھالی جائے گی وہ علمِ میراث ہے"۔

ایک اَور رِوایت میں ہے کہ نبئ کریم ﷺ نے اِرشاد فرمایا: «تَعَلَّمُوا الفَرَائِضَ وَالقُرْآنَ وَعَلِّمُوا النَّاسَ؛ فَإِنِّي مَقْبُوضٌ»[2] "میراث اور قرآنِ مجید کا علم حاصل کرو اور لوگوں کو اس کی تعلیم دو!؛ کیونکہ میں (ظاہری حیات سے) وصال پانے والا ہوں!"۔

علمِ میراث کی اَہمیت واِفادیت بیان کرتے ہوئے، حضرت سیّدنا فاروقِ اَعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: «تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ، وَاللَّحْنَ وَالسُّنَنَ، كَمَا تَعَلَّمُونَ الْقُرْآنَ»[3] "وراثت، لغت اور سُنن (یعنی مسائل شرعیہ) کا علم اسی طرح حاصل کرو، جس طرح تم قرآن مجید سیکھتے ہو"۔

---

(١) "سنن ابن ماجه" باب الحثّ على تعليم الفرائض، ر: ٢٧١٩، صـ٤٦٢.

(٢) "سنن الترمذي" باب ما جاء في تعليم الفرائض، ر: ٢٠٩١، صـ ٤٨٠.

(٣) "سنن الدارمي" باب في تعليم الفرائض، ر: ٢٨٥٠، ٢/ ٤٤١.

اسی طرح حضرت سیّدُنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: «تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ وَالْفَرَائِضَ؛ فَإِنَّهُ يُوشَكُ أَنْ يَفْتَقِرَ الرَّجُلُ إِلَى عِلْمٍ كَانَ يَعْلَمُهُ، أَوْ يَبْقَى [فِي] قَوْمٍ لَا يَعْلَمُونَ»[1] "قرآن پاک اور وراثت کا علم حاصل کرو؛ کیونکہ عنقریب لوگوں کو اس علم کی ضرورت پیش آئے گی جو وہ پہلے سے جانتے تھے، یا جاننے والا وہ شخص ایسے لوگوں میں باقی رہ جائے گا جنہیں یہ علم حاصل نہیں"۔

حضرات گرامی! آج کل بہت سے لوگ نماز، روزہ اور دیگر اسلامی اَحکام کی پابندی تو کرتے ہیں، لیکن انہیں علمِ میراث کا ایک بھی مسئلہ معلوم نہیں ہوتا، انہیں دنیا بھر کی سیاست اور کاروباری اتار چڑھاؤ کی خبر تو ہوتی ہے، لیکن وراثت تقسیم کرنے کا طریقہ معلوم نہیں ہوتا، اسلامی علوم سے اتنی دُوری انتہاء درجے کی غفلت ہے، خدارا اپنی اصل کی طرف لَوٹ آئیے! اور سوشل میڈیا (Social Media) وغیرہ پر غیر ضروری سرگرمیوں میں اپنا وقت برباد کرنے کے بجائے، ضروری دینی علوم حاصل کیجیے!۔

مالِ وراثت میں سے کسی کا حصّہ ہڑپ کرنے کی سزا

عزیزانِ گرامی قدر! بعض لوگ مختلف حیلے بہانوں سے یتیموں، خواتین اور بیٹیوں کو مالِ وراثت میں سے اُن کا شرعی حصہ نہیں دیتے، یہ بہت بڑا گناہ اور قانونِ خداوندی سے بغاوت کے مترادِف ہے، بحیثیت مسلمان ہمیں یہ ہرگز زیب نہیں دیتا،

---

(١) "سنن الدارمي" باب في تعليم الفرائض، ر: ٢٨٥٣، ٢/ ٤٤١.

کہ ہم شرعی حُدود سے تجاوُز کریں، اپنی بہو بیٹی یا کسی یتیم اور کمزور کا مالِ وراثت ناحق طَور پر دبالیں، قرآن وحدیث میں ایسا کرنے والے کے لیے سخت وعیدیں بیان کی گئی ہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَ مَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ یَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ یُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِیْهَا۪ وَ لَهٗ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ﴾[1] "جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے، اور اس کی کُل حدّوں سے بڑھ جائے، اللہ اُسے آگ میں داخل کرے گا، جس میں ہمیشہ رہے گا، اور اس کے لیے ذلّت ورسوائی کا عذاب ہے"۔

صدر الاَفاضل مفتی سیّد نعیم الدین مُرادآبادی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "کُل حدّوں سے تجاوُز کرنے والا کافر ہے؛ اس لیے کہ مؤمن کیسا بھی گنہگار ہو، ایمان کی حدّ سے تو نہیں گزرے گا"[2]۔

حضراتِ گرامی قدر! مالِ وراثت میں سے کسی کا حق دَبا لینا، فعل حرام اور زمانۂ جاہلیت کا طریقہ ہے، اللہ رب العالمین ایسا کرنے والوں کو روزِ محشر اور جہنم کے عذاب سے خبردار کرتے ہوئے فرماتا ہے: ﴿وَ تَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّاۙ۝۱۹ وَّ تُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّاؕ۝۲۰ كَلَّاۤ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّاۙ۝۲۱ وَّ جَآءَ رَبُّكَ وَ الْمَلَكُ صَفًّا صَفًّاۚ۝۲۲ وَ جِایْٓءَ یَوْمَىٕذٍۭ بِجَهَنَّمَ۬ۙ یَوْمَىٕذٍ یَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَ اَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰىؕ۝۲۳ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ

(۱) پ٤، النساء: ١٤.

(۲) "تفسیر خزائن العرفان" صـ۱۵۷۔

﴿قَدَّمْتُ لِحَيَاتِیْ ﴿۲۴﴾ فَیَوْمَئِذٍ لَّا یُعَذِّبُ عَذَابَهٗۤ اَحَدٌ﴾[1] "میراث کا مال ہَپ ہَپ کھاتے ہو! اور مال کی نہایت محبّت رکھتے ہو! ہاں ہاں جب زمین ٹکرا کر پاش پاش کر دی جائے گی، اور تمہارے رب کا حکم آئے اور فرشتے قطار دَر قطار، اور اس دن جہنم لائی جائے گی، اس دن آدمی سوچے گا، اور اب اُسے سوچنے کا وقت کہاں؟! کہے گا کہ ہائے کسی طرح میں نے جیتے جی آگے کوئی نیکی بھیجی ہوتی! تو اُس دن اس کا سا عذاب کوئی نہیں کرتا"۔

عزیزانِ محترم! مال وراثت ہو یا کوئی جائیداد، کسی کا مال ناحق دبا لینے والے کے لیے، احادیث مبارکہ میں بھی بہت وعیدیں بیان ہوئیں ہیں، جیسا کہ حضرت سیِّدُنا سعید بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «مَنْ أَخَذَ شِبْرًا مِنَ الأَرْضِ ظُلْمًا، فَإِنَّهُ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ القِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ أَرَضِينَ»[2] "جس نے بالشت برابر بھی (کسی کی) زمین ناحق لی، تو قیامت کے دن اُسے سات ۷ زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا"۔

کسی یتیم کا مال ناحق کھانے والے کے بارے میں، حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبئ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «أَرْبَعَةٌ حَقٌّ عَلَى اللهِ أَنْ

---

(۱) پ۳۰، الفجر: ۱۹-۲۵.

(۲) "صحيح البخاري" كتاب بدء الخلق، باب ما جاء في سبع أرضين، ر: ۳۱۹۸، صـ ۵۳۳.

لَا يُدْخِلَهُمُ الْجَنَّةَ، وَلَا يُذِيقَهُمْ نَعِيمَهَا: (١) مُدْمِنُ الْخَمْرِ، (٢) وَآكِلُ الرِّبَا، (٣) وَآكِلُ مَالِ الْيَتِيمِ بِغَيْرِ حَقٍّ، (٤) وَالْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ»[1] "چار ۴ قسم کے لوگ ہیں، جنہیں جنّت میں داخل نہ کرنا، اور اس کی نعمتوں سے محروم رکھنا اللہ تعالیٰ پر حق ہے: (۱) شراب کا عادی، (۲) سُود کھانے والا، (۳) ناحق یتیم کا مال کھانے والا، (۴) والدین کا نافرمان"۔

لہذا ہر وارِث چاہے وہ مرد ہو یا عورت، یتیم بچہ ہو یا بوڑھا، بالغ ہو یا نابالغ، طاقتور ہو یا کمزور، مالِ وراثت میں ہر ایک کا جو شرعی حصّہ بنتا ہے، وہ بصد عزّت واحترام اس کے سپرد کریں، ہاں اگر کوئی وارِث اپنا حصہ وصول کرنے کے بعد، بِلا جبر واِکراہ (یعنی بغیر کسی زور زبردستی کے) اپنی رِضا، رَغبت اور خوشی سے کسی دوسرے شخص کو دینا چاہے تو دے سکتا ہے، ایسا کرنے میں شرعًا کوئی حرج نہیں۔

بلاوَجہِ شرعی وراثت سے محروم کرنے کی بعض صورتیں

عزیزانِ مَن! بعض لوگ اپنی شخصی ناراضگی یا کسی دنیاوی مفاد کے پیشِ نظر، بلاوَجہِ شرعی اپنے کسی وارث کو جائیداد یا وراثت سے محروم کرنے کے لیے، اَخبارات وغیرہ میں اشتہار شائع کرکے عاق کرتے ہیں، اور اُس سے قطع تعلق کر لیتے ہیں، ایسا کرنا حرام ہے، حدیثِ پاک میں حضرت سیّدُنا انَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،

(١) "مُستدرَك الحاكم" كتاب البيوع، وأما حديث أبي هريرة رضي الله عنه، ر: ٢٢٦٠، ٢/ ٤٣.

نبیٔ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «مَنْ فَرَّ مِنْ مِيرَاثِ وَارِثِهِ، قَطَعَ اللهُ مِيرَاثَهُ مِنَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ!»[1] "جو اپنے کسی وارث کو اس کی میراث سے محروم کرے گا، اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے قیامت کے دن جنّت کی میراث سے محروم کر دے گا"۔

حکیم الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اس حدیثِ پاک کی شرح میں فرماتے ہیں کہ "اپنے وارث کو میراث سے محروم کرنے کی بہت صورتیں ہیں، مثلاً (۱) کسی کو (اس نیّت سے ہبہ یا) وصیت کرنا، تاکہ وَرَثہ کا حصّہ کم ہو جائے، (۲) کسی کے لیے قرض کا جھوٹا اِقرار کر لینا؛ تاکہ وارِث کے حصّے کم ہوں، (۳) (اپنی موت کے آثار دیکھ کر) بیوی کو طلاق دے دینا؛ تاکہ وہ وارِث نہ بن سکے، (۴) اپنا کُل مال کسی کو دے جانا؛ تاکہ وارِثوں کو کچھ نہ ملے، (۵) کسی وارِث کو قتل کرا دینا؛ تاکہ میراث نہ پاسکے، یا (۶) اپنے بچے کا انکار کر دینا کہ یہ بچہ میرا ہے ہی نہیں؛ تاکہ میراث نہ پاسکے، (۷) اپنی زندگی میں سارا مال برباد کر دینا؛ تاکہ وارِثوں کے لیے کچھ نہ بچے وغیرہ۔ (۹) بعض لوگ اپنے کسی بیٹے کو عاق کر دیتے ہیں، یا کہہ دیتے ہیں کہ ہماری میراث سے اسے کچھ نہ دیا جائے، ایسا کہنا محض بے کار بات ہے، اس سے وہ وارِث محروم نہیں ہوگا۔

میراث سے محروم کرنے والی چیز مسلمان کے لیے صرف تین ۳ ہیں: (۱) غلام ہونا، (غلام کسی کا وارث بننے کا اہل نہیں)، (۲) قتل (یعنی اگر کوئی اپنے

---

(۱) "سنن ابن ماجه" باب الحيف في الوصية، ر: ۲۷۰۳، صـ۴۵۹.

مُورِث مثلاً اپنے والد، والدہ یا شَوہر وغیرہ کو قتل کردے، تو قاتل کو اس کی وراثت میں سے حصّہ نہیں دیا جائے گا)، (۳) اختلافِ دین (یعنی اگر مُورث اور وارث دونوں الگ الگ دین پر ہوں، اُن میں سے ایک مسلمان ہو، اور دوسرا کافر، تو مسلمان کافر کا اور کافر مسلمان کا وارِث نہیں بنتا)، ان کے سوا کسی اَور وجہ سے (حقِ وراثت سے) محرومی نہیں ہوسکتی"[1]۔

مالِ وراثت کی تقسیم میں پائی جانے والی چند کوتاہیاں

حضراتِ ذی وقار! وراثت کی تقسیم کے حوالے سے ہمارے مُعاشرے میں متعدّد کوتاہیاں پائی جاتی ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

(۱) ہمارے یہاں مالِ وراثت حکمِ شریعت کے مطابق تقسیم نہیں کیا جاتا، اسلامی تعلیمات کے مطابق حکم یہ ہے، کہ مالِ وراثت کو تقسیم کرنے سے قبل میّت کے مال سے اس کے کفن دفن، مالی واجبات مثلاً قرض، تہائی مال تک وصیت یا مہر کی رقم وغیرہ ادا کی جائے، اور اس کے بعد مالِ وراثت تقسیم کیا جائے۔

(۲) اسی طرح شرعی اعتبار سے میّت کا چھوڑا ہوا تمام مال، مالِ وراثت ہے، چاہے وہ نقدی، سونا، چاندی، زمین وجائیداد اور مکان ودوکان وغیرہ کسی بھی شکل میں ہو، لیکن عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ لوگ اس سلسلے میں بھی بہت کوتاہی اور لاپرواہی سے کام لیتے ہیں، اور چھوٹی موٹی چیزیں مثلاً سونے یا چاندی کی کوئی انگوٹھی، یا بوقتِ

---

(۱) "مرآۃ المناجیح" وصیت کا باب، تیسری فصل، ۴/۴۳۲۔

غسلِ میّت کی جیب سے نکلنے والی تھوڑی بہت نقدی کو، مالِ وراثت میں شامل نہیں کرتے، اور جس کے ہاتھ لگتی ہے وہی اس کو استعمال کرلیتا ہے، شرعًا ایسا کرنا حرام ہے؛ کیونکہ وہ بھی مالِ وراثت ہے، اور اُس میں بھی تمام وُرثاء کا حق ہے۔

(۳) بعض لوگ میّت کے ذمہ واجبُ الاداء قرض کی ادائیگی سے انکار کر دیتے ہیں، اور میّت کا چھوڑا ہوا تمام مالِ وراثت باہم تقسیم کر لیتے ہیں، ایسا کرنا حرام ہے۔ اللہ رب العالمین نے وراثت کی تقسیم کا مرحلہ قرض کی ادائیگی اور وصیت کی تکمیل کے بعد رکھا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿مِنۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٖ يُوصِي بِهَآ أَوۡ دَيۡنٍ﴾[1] "(حصّوں کی تقسیم) میّت کی وصیت اور دَین (قرض) نکالنے کے بعد ہے"۔

اسی طرح حضرت سیّدُنا حارث رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، کہ حضرت سیّدُنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالی عنہ نے ارشاد فرمایا: «وَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضَى بِالدَّيْنِ قَبْلَ الوَصِيَّةِ»[2] "مصطفی جانِ رَحمت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے (حصّوں کی تقسیم اور) وصیت سے قبل قرض ادا کرنے کا حکم فرمایا"۔

---

(۱) پ٤، النساء: ١١.

(۲) "سنن الترمذي" أبواب الفرائض، باب ما جاء في ميراث الإخوة من الأب والأم، ر: ٢٠٩٤، صـ٤٨١.

(۴) کچھ لوگ جہیز کی شکل میں دی جانے والی اشیاء کو وراثت کا بدل سمجھ کر، اپنی بیٹیوں یا بہنوں کو وراثت سے اس کا حصّہ نہیں دیتے، یہ خیال سراسر باطل ہے، لہذا اپنی بہن یا بیٹی کی شادی کے انتظامات میں جو اِخراجات کیے جائیں، یا اُسے تحفے تحائف دیے جائیں، انہیں وراثت کا بدل ہرگز تصوّر نہ کیا جائے!۔

(۵) یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے، کہ بعض خاندانوں میں عورت کو مختلف حیلے بہانوں سے، اس بات پر مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کے حق میں، اپنے حقِ وراثت سے دستبردار ہو جائے، اور انہیں اس کام کے لیے اتنا مجبور کر دیا جاتا ہے، کہ وہ چار و ناچار اپنا حق مُعاف کرنے ہی میں اپنی عافیت سمجھتی ہیں، ایسا کرنا بھی شرعاً گناہ اور بہنوں بیٹیوں کی شدید حق تلَفی ہے۔

(٦) بعض لوگ اس خیال سے مالِ وراثت تقسیم کرنے میں رکاوَٹ بنتے ہیں، کہ مَوروثی جائیداد کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے، اور بیٹیوں کو دی جانے والی جائیداد یا مالِ وراثت کے، پرائے لوگ (یعنی شوہر اور اس کی اولاد) وارث بن جائیں گے۔ ایسا کرنا بھی قانونِ خداوندی سے بغاوت ہے، اپنے قُلوب واَذہان کو وسیع کیجیے، اور یہ سوچیے کہ جو عورتیں ہمارے گھر کی بہو بیٹیاں بن کر آئیں ہیں یا آئیں گی، وہ بھی تو اپنا حصّہ لائیں گی، اُس وقت ہمارا طرزِ عمل کیا ہوگا؟ آیا ہم اُس مال کو واپس لَوٹائیں گے؟ یا پھر خود اپنے استعمال میں لانے کو ترجیح دیں گے؟ ذرا نہیں پورا سوچیے! اور اللہ رب العالمین کے قانونِ وراثت اور اس میں پوشیدہ حکمتوں کو سمجھنے کی کوشش کریں!۔

دعا

اے اللہ! ہمیں دنیا وآخرت میں کامیابی و کامرانی سے ہمکنار فرما، ہمیں دوسروں کی حق تلَفی سے بچا، مالِ وراثت کو حکمِ شریعت کے مطابق تقسیم کی توفیق عطا فرما، اپنے گھر کی خواتین کو اُن کا شرعی حق ادا کرنے کی سعادت سے ہمکنار فرما، غریبوں، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ حُسنِ سُلوک سے پیش آنے اور ان کی مدد کرنے کا جذبہ عطا فرما!۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر و باطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے اِرشادات پر عمل کرتے ہوئے قرآن وسُنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کِرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کی سچی محبّت اور اِخلاص سے بھرپور اِطاعت کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمیں دینِ اسلام کا وفادار بنائے رکھ، ہمیں سچا پکّا باعمل عاشقِ رسول بنا۔ ہماری صفوں میں اتحاد کی فضا پیدا فرما، ہمیں پنج وقتہ باجماعت نمازوں کا پابند بنا، اس میں سستی و کاہلی سے بچا، ہر نیک کام میں اخلاص کی دولت عطا فرما، تمام فرائض وواجبات کی ادائیگی بحسن وخوبی انجام دینے کی بھی توفیق عطا فرما، بخل وکنجوسی سے محفوظ فرما، خوش دلی سے غریبوں محتاجوں کی مدد کرنے کی توفیق عطا فرما۔

ہمیں ملک وقوم کی خدمت اور اس کی حفاظت کی سعادت نصیب فرما، باہمی اتحاد واتفاق اور محبت والفت کو مزید مضبوط فرما، ہمیں اَحکامِ شریعت پر صحیح طور پر عمل کی توفیق عطا فرما۔ ہماری دعائیں اپنی بارگاہِ بے کس پناہ میں قبول فرما، ہم تجھ سے تیری

رحمتوں کا سوال کرتے ہیں، تجھ سے مغفرت چاہتے ہیں، ہر گناہ سے سلامتی وچھٹکارا چاہتے ہیں، ہم تجھ سے تمام بھلائیوں کے طلبگار ہیں، ہمارے غموں کو دُور فرما، ہمارے قرضے اُتار دے، ہمارے بیماروں کو شفایاب کر دے، ہماری حاجتیں پوری فرما!۔

اے رب! ہمارے رزقِ حلال میں برکت عطا فرما، ہمیشہ مخلوق کی محتاجی سے محفوظ فرما، اپنی محبت واِطاعت کے ساتھ سچی بندگی کی توفیق عطا فرما، خَلقِ خدا کے لیے ہمارا سینہ کشادہ اور دل نرم فرما، الٰہی! ہمارے اَخلاق اچھے اور ہمارے کام عمدہ کر دے، ہمارے اعمالِ حسَنہ قبول فرما، ہمیں تمام گناہوں سے بچا، ہمارے فلسطینی وکشمیری مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، ہندوستان کے مسلمانوں کی جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، ان کے مسائل کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.